کنویں میں چھلانگ مارے گا۔ اتنی دیر مین اس کا گورو مہاراج ساکشات پر کٹ ہوا اور اس کو بچالیا۔ اور کہا یہ جو مصیبتیں اور لاچاری ہے یہ تمہارے پچھلے جنموں کا بندھن ہے۔ جب تک تم ان بندھنوں سے آزاد نہ ہو جاؤ گے تب تک یہ تم کو بھگتنا پڑیں گی۔ اور اگر کچھ باقی رہ بھی جائے گا تو تمہیں اگلے جنم میں چکانا ہو گا۔ اس طرح اگر تم خود کشی کرو گے تو تمہیں جنم جنم کے پاپ چڑھ جائیں گے۔ تو آپ ایک کام کیوں نہیں کرتے ہو کہ تم اسی جنم مین اپنا انجام صاف و شفاف رکھو گے اور اگلے جنم کے لیے خوشی سے رہ سکو گے۔ اس طرح امبیڈ کر کے والدین الوک مہاراج کے پوجاری تھے۔ بابا چاہتے تھے کہ امبیڈ کر بھی ان کی پوجا کرتا رہے۔ جب وہ سرکاری ملازم تھا تو اس وقت وہ اپنے پرم پتا گورو کی پوجا کرنا بھی بھول گیا تھا۔ اور اپنی مستی میں زندگی گذارتا تھا۔ ان کے والد کے گورو کو کبھی آداب نہ کیا تھا اسی طرح یہی حال امبیڈ کر کا بھی ہوا تھا جب کتاب کا ورقہ بند کیا گیا تو اس میں ایک گیان کی روشنی نظر آئی اور اس کی نظر کھل گئی۔ تب سے اس نے بابا کا دامن پکڑ لیا۔ اور اس کی زندگی میں ایسا مقام آیا کہ وہ دوسرے آدمیوں سے امیر بن گیا۔ اس طرح زندگی کا باقی حصہ بڑی شان و شوکت سے گذارا اور بابا کو اپنا ست گورو مان لیا۔ سچدانند ست گورو سائی ناتھ کی جے۔

دوسرے دن جب وہ بابا سے اپنا گورو اپدیش مانگنے گیا تو بابا بولنے لگا۔ یہ دنیا ہمارا اصلی گھر نہیں ہے۔ یہ ایک میدانِ عمل (کرم بھومی) ہے۔ کرموں کا کھیت ہے۔ ہم اپنے اعمال کا لین دین بے باق کرنے کے لیے یہاں آتے ہیں۔ جو بھی کچھ آنکھوں سے نظر آرہا ہے وہ سب کچھ عارضی اور فانی ہے۔ چاہے ساری زندگی دنیاوی چیزیں اکٹھی کرنے میں صرف ہو جائے۔ آخری وقت دنیا کی کوئی بھی چیز کبھی کسی کے ساتھ نہیں جاتی۔ ساتھ اگر جاتی ہے تو اپنے گورو کی کرپا۔ وہی ان کی سچی دوستی۔ صرف اپنے گورو کے ساتھ رابطہ رکھنا چاہیئے۔ ان کی طرف ہی متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور اس سے ہی وصال کی تڑپ ہونی چاہیئے۔

فائدہ ہو گا۔اس طرح ان سب کو بابا نے آشیر واد دے دیا اور جانے کے لیے اجازت دے دی۔

گوپال راؤ امبیڈکر کی کہانی

شری گوپال نارائن امبیڈکر پونا میں رہتا تھا اور بابا کا پکا بھگت تھا۔اس نے عمر بھر سرکاری محکمہ تحصیل میں کام کیا تھا۔ تحصیل ڈسٹرکٹ جوہر میں ہے۔وہاں کے دفتر سے وہ ریٹائر ہو گیا۔اس نے کوئی دوسرا کام کرنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہیں ہوا۔ اس کو نوکری چھوٹنے کے بعد بہت سی مصیبتیں آئیں۔وہ جگہ جگہ نوکری کی تلاش میں بھٹکتا رہا۔اس طرح اس کی مالی حالت دن بہ دن خراب ہونے لگی۔اس طرح وہ سات سال بھٹکتا رہا وہ شرڈی ہر سال جاتا تھا اور اپنے گلے شکوے بابا سے کرتا تھا۔**1867** سن کی بات ہے کہ نارائن امبیڈکر کی مالی حالت بہت خراب ہو گئی۔اس نے ارادہ کیا کہ وہ شرڈی میں جاکر خودکشی کرے گا۔اس طرح وہ اپنی بیوی کے ساتھ آیا اور دو مہینے رہنے کا فیصلہ کیا۔ایک رات اس نے کنویں کی طرف رخ کیا۔ چھلانگ لگانے کی کوشش کی۔یہ کنواں دیکشت کے واڑا کے نزدیک تھا۔نارائن امبیڈکر کی مرضی ایسا کرنے کی تھی لیکن بابا کی اور ہی کچھ مرضی تھی۔ دکشت کے واڑا کے پاس جو کنواں تھا اس کے پاس ایک ہوٹل تھا۔ جس وقت نارائن امبیڈکر نے خودکشی کرنے کی کوشش کی اسی وقت اس ہوٹل کا مالک جس کا نام سوگن تھا وہ بھی بابا کا بھگت تھا۔اس نے امیڈکر کو پکڑا اور اپنے گھر لے گیا اور اس نے امبیڈکر کو کہا کیا تم نے اکل کوٹ مہاراج سنت کی زندگی کی کہانی سنی ہے۔اس نے ایک کتاب نکالی اور امبید کر کو کہا۔اس کا ایک باب پڑھو۔کتاب کھولی۔ قدرتی وہ ورقہ نکل آیا اور اس میں کہانی اس طرح لکھی تھی۔ایک دفعہ ایک آدمی بیماری لاچاری سے بہت تنگ آیا اور اس نے فیصلہ کیا کہ وہ خودکشی کرے گا اور

ہے۔ دوسرے دن وہ اپنے بچے اور بیوی کو لے کر شرڈی پہنچ گیا۔ وہ سیدھا دوار کا مسجد میں داخل ہوا جہاں بابا موجود تھے۔ ڈنڈوت پر نام کر کے اس مرگی والے بچے کو بابا کے سامنے ڈال دیا۔ بابا نے اس بچے کو اس طرح نظر ماری کہ بچہ اچانک بے ہوش ہو گیا اور مرگی آنی شروع ہو گئی۔ اس بچے کی ماں جو مسجد کے کھمبے کے کونے میں بیٹھی تھی اس طرح روئی جیسے برسات ہو رہی ہو۔ بابا نے اس عورت کو بلایا اور کہا اماں ادھر آؤ، تم اس بچے کی والدہ ہو غمگین مت ہو۔ بابا کا یہ حوصلہ دیکھ کر والدین پر اور بھی کا عالم طاری ہو گیا۔ اس طرح اتنی دیر میں بابا نے ان کو کہا۔ بچے کو اپنے واڑہ میں لے جاؤ اور اس مٹکے کا پانی جو کہ مسجد کے کونے میں پڑا ہے، اُس کو اوپر ڈال دو۔ بچے کو آدھے گھنٹے کے بعد ہوش آئے گا۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔ جب پتلے بچے کو واڑدہ لے گیا اور ایسا ہی کیا جیسا بابا نے کہا تو پورے آدھے گھنٹے کے بعد بچہ ہوش و حواس میں آگیا۔۔ اس طرح پتلے خاندان کو یقین ہو گیا۔ بچے کو اب دودھ وغیرہ پلا کر اس کو پھر بابا کے پاس لائے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو پتلے کی گھر والی سیدھی بابا کے پاس آگئی اور بابا کے پیر کو دباتی ہوئی بولی۔ بابا اس بچے کو ہم کیا کریں گے۔ بابا بولنے لگے۔ ایشور پر بھروسہ کرو اللہ مالک ہے وہ سب کی بھلائی کرے گا۔ بابا نے اپنی دھونی سے اُودی اٹھائی اور بچے کے ماتھے پر لگا دی اور مرگی ختم ہو گئی۔ ہریش چندر پتلے بہت امیر بھی تھا شریف زادہ تھا اور سیدھا سادہ آدمی تھا۔ اس نے کچھ میوہ جات لائے تھے۔ بابا کے سامنے رکھ دیئے۔ بابا نے کہا ان کو مسجد کے سب لوگوں میں تقسیم کرو۔ پتلے کی گھر والی بابا سے باطن میں صرف رحم کی نظر مانگتی تھی۔ بابا کے پاس جو جاتا تھا۔ خاص کر وہ بھگت جو سچی بھگتی سے جاتا تھا۔ وہ کبھی خالی نہیں لوٹتا تھا بابا نے ہریچندر پتلے کو کہا۔ یہ تین روپے لے لو۔ اس سے پہلے میں نے آپ کے گھر میں دو روپے دیئے تھے۔ اپنے ٹھاکر دوارے میں رکھو۔ وہ جو دو روپے دیئے تھے آپ کے کسی آدمی نے وہ خرچ کیے یا چوری ہو گئے۔ اور ان روپیوں سے تم کو

پنت جب مسجد میں داخل ہوا تو بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اس کی سنگت کے لوگ بہت پریشان ہو گئے۔ بابا کہنے لگا اس مٹکے سے پانی نکالو اور اس کے منہ پر پھینک دو۔ سنگت نے ایسا ہی کیا اور بھگت پنت کو ہوش آ گیا۔ ایسا ہوش میں آیا جیسا ابھی نیند سے بیدار ہوا ہو۔ بابا نے جو ہر چیز کو جانتا تھا اس بھگت پنت کو بلایا اور کہا جب ایک گورو تم کو سہارا دیتا رہا تو میرا سہارا لینے کی کیا ضرورت تھی۔ جب بھی کوئی مصیبت آئے یا مدد کی ضرورت ہو تو اپنے گورو کو ہی بلاؤ۔ اگر تم نے عمر بھر اپنے گورو پر بھروسہ کیا اور ہر وقت اس نے تمہاری مدد کی تو شرڈی میں کیا لینے آئے ہو۔ اس طرح بھگت پنت کو یقین ہو گیا کہ بابا انتریامی ہیں۔ اور تب سے اسے بابا پر اعتماد پیدا ہو گیا۔ بابا اس سے کہنے لگا سنو پنت ہماری بنیادی بناوٹ اتنی ہی پاک ہے جتنی آپ کے گورو کی۔ جیسے سونے کا ٹکڑا بھی سونا ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم اس مالک کے چھوٹے چھوٹے ذرے ہیں۔ اسی لیے خوبی کے لحاظ سے ہم اتنے ہی اچھے ہیں جتنے آپ کے گورو۔ ہماری کیمیاوی بناوٹ ایک ہے۔

ہریش چندر پتلے

ہریش چندر نامی ایک آدمی بمبئی میں رہا کرتا تھا اس کا بچہ تھا جس کو مرگی کی بیماری لگی تھی۔ اس بیماری کے علاج کے لیے اس نے بہت سے آیورویدک اور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں سے مشورہ اور علاج کرایا۔ لیکن کوئی اس بیماری کو ٹھیک نہ کر سکا۔ اس کے پاس صرف ایک ہی درشٹی نظر آئی کہ وہ شرڈی جائے اور بابا سے التجا کرے۔ پچھلے ابواب میں ہم نے داس گنو کے کیرتنوں اور بھجنوں کا ذکر کیا تھا۔ ہریش چندر پتلے جو بمبئی کا رہنے والا تھا ایک دن داس گنو کا کیرتن سن رہا تھا، جس میں بابا کی لیلا اور انتریامی ہونے کا کا ذکر تھا۔ اس طرح بابا کی شہرت پوری پھیل گئی تھی۔ 1910ء کا واقعہ ہے کہ ایک صبح جب اس کے بچے کو مرگی آ گئی تو اس نے فیصلہ کیا کہ اب صرف بابا ہی اس کو بچا سکتا

باباایسے سنت تھے کہ ان کو انسان کی دردناک حالت کا علم تھا۔ وہ جانتے تھے کہ لوگ مادیت کے فریب اور لاعلمی کا شکار ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ دنیا کی اصلیت بیان کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ دنیاوی کھیل تماشے ہیں۔ اس خالق کا کھیل ہے۔ یہ کھیل ایک خواب ہے جس کی کوئی اصلیت یا حقیقت نہیں ہے۔ بابا بھی اس کھیل سے قدر بندھے ہوئے تھے کہ وہ اپنے بھگتوں کی خدمت میں ہی لگے رہتے تھے۔ بابا فرماتے تھے انسان کا سب سے خطرناک دشمن من ہے لیکن یہ سب سے وفادار نوکر بھی ہے۔ من منہ زور ہو کر ہاتھ سے نکل جائے تو تباہی کا سبب بنتا ہے۔ اس کو بیدار کر کے بس میں کر لیا جائے تو یہ بہت زیادہ فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ بابا فرماتے تھے کہ نجات کا پہلا قدم من کو دوست بنانا ہے۔

بھگت پنت کی کہانی

ایک بھگت جس کا نام پنت تھا جو کہ ایک دوسرے گورو کا چیلہ تھا خوش نصیبی سے ایک بار شرڈی گاؤں میں آیا۔ اس کو شرڈی جانے کا کوئی خیال نہیں تھا۔ لیکن جس طرح ایک بندہ سوچتا ہے ویسا ہوتا نہیں۔ وہ ایک ریل گاڑی میں سفر کر رہا تھا۔ اس گاڑی میں اس کے بہت سے دوست اور رشتہ دار مل گئے جنھوں نے شرڈی جانے کا پروگرام بنایا ہوا تھا۔ ان سبھی نے اس پر زور ڈالا کہ تم بھی ہمارے ساتھ شرڈی چلو۔ حالانکہ اس کی چاہت شرڈی جانے کی تھی تاہم اپنے گورو کی اجازت کے بغیر شرڈی جانے سے انکار کیا۔ اتنی دیر ریلوے اسٹیشن وِرار آیا اور پنت اسٹیشن پر اترا جہاں اس کا گورو تھا۔ پنت اپنے گورو کے پاس گیا اور شرڈی جانے کی اجازت مانگی۔ کچھ خرچہ پانی جمع کرنے کے بعد وہ شرڈی اپنی سنگت کے ساتھ چلا۔ دوسرے دن وہ صبح سویرے شرڈی پہنچ گیا اور منہ ہاتھ دھو کر نزدیک صبح گیارہ بجے مسجد شریف میں داخل ہوا۔ وہاں سب لوگ بابا کی پوجا کر رہے تھے۔ اور وہ سنگت بھی جو اس کے ساتھ پہلے ہی وہاں پہنچ گئی تھی۔ بھگت

انیسواں باب

کچھ اور بھگتوں کی کہانیاں

(1) بھگت پنت(2)ہرش چندر پتلے اور گوپال امبیڈکر کی کہانیاں

ابتدائیہ

اس جہاں میں ہم جو کچھ دیکھتے ہیں وہ سب مایا کا کھیل ہے جو خدایا بھگوان کی تخلیقی قوت ہے۔ یہ اشیادراصل وجود نہیں رکھتیں۔ جو وجود رکھتا ہے وہ حقیقی قادرِ مطلق ہے۔ جس طرح اندھیرے میں ہم رسی کو سانپ سمجھ لیتے ہیں اسی طرح ہم اشیا کی وہی صورتیں دیکھتے ہیں جیسے وہ بظاہر نظر آتی ہیں اور اس صورت کو نہیں جو نظر آنے والی ہر شے کے اندر موجود ہوتی ہے۔ یہ صرف سدگورو ہی ہے جو ہماری بصیرت کی آنکھ کو کھول کر ہمیں اس قابل بناتا ہے کہ ہم اشیا کو حقیقت کی روشنی میں دیکھیں نہ کہ جیسی وہ بظاہر نظر آتی ہیں۔ اس لیے آیئے ہم سدگورو کی عبادت کریں اور دعا مانگیں کہ وہ ہمیں سچی اور صحیح بصیرت عطا کریں جو خدا کے جلوے سے دوچار ہونے کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔

اندرونی پوجا

ہیماڈ پنت نے ہمیں پوجا کرنے کا ایک انوکھا طریقہ بتایا ہے وہ کہتا ہے کہ ہمیں دِل کی گہرائیوں سے اپنے ست گورو کی پوجا کرنی چاہئیے ۔ ان کی صورت کا دھیان کرنا چاہئیے۔ان کے شریر پر چندن گھول کر لگا دینا ان کے شریر پر اپنے یقین کا کپڑا لگانا بھی سچی بھگتی ہے۔